سوال

(71) راجح مصلحت کے تحت مسجد کی جگہ تبدیل کرنا جائز ہے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے کچھ جگہ مسجد کے لیے وقف کر دی، لیکن اس جگہ پر آبادی نہیں ہے اور نہ ہی جلدی آبادی ہونے کی توقع ہے۔ وہ اس جگہ پر مسجد بنانے کو موجودہ حالت میں مناسب نہیں سمجھتے۔ کیا وہ وقف شدہ جگہ فروخت کر کے کسی آبادی والی جگہ جہاں پر مسجد کی ضرورت ہے ''وہاں جگہ خرید سکتے ہیں یا مسجد کی تعمیر پر لگا سکتے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔ (سائل: محمد طارق جاوید رچناٹاؤن فیروزوالا)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر واقعی صورت حال وہی ہے جو سوال نامہ میں مرقوم ہے تو اس وقف میں مفید تبدیلی کی شرعاً اجازت اور گنجائش ہے۔ ورنہ کسی قسم کی تبدیلی ہرگز جائز نہیں، کیونکہ مسجد وقف کی قسم ہے اور وقف عقد لازم ہے۔ یہ تبدیل نہیں ہو سکتا حدیث میں ہے انہ لا یباع ولا یوھب ولا یورث یعنی وقف نہ فروخت کیا جا سکتا ہے، نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ وراثت میں لیا جا سکتا ہے، اس بنا پر مسجد کے لیے وقف پلاٹ مسجد ہی کے لیے رہے گا۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پلاٹ سے فائدہ اٹھانے کی صورت کیا ہے، اگر یہاں مسجد بنائی جا سکتی ہے تو مسجد ہی تعمیر کرنی ہوگی۔ ہاں اگر یوں مسجد بنانے کی کوئی صورت نہیں۔ یا یہاں مسجد کی ضرورت ہی نہ ہو یا وہاں نماز ہی نہیں اور نماز کے لیے دوسری مسجد موجود ہے یا کوئی اور شرعی وجہ ہے تو اس مسجد کو کسی اور وقف میں تبدیل کیا جا سکتا ہے جس سے دوسری مسجد کو فائدہ پہنچے، مثلاً: یہ جگہ کرایہ پر یا ٹھیکہ پر دے دی جائے یا اس میں کھیتی باڑی کی جائے یا پھر فروخت کر کے اس کی قیمت سے کسی ایسی جگہ مسجد تعمیر کر دی جائے جہاں مسجد کی ضرورت ہو یا درس وتدریس وغیرہ، کسی نیک مصرف پر صرف کر دی جائے۔ بہر صورت جو چیز اللہ وقف ہو چکی حتی الوسع جیسے بھی ممکن ہو اس کو اسی راہ میں صرف کرنا چاہیے۔ ضائع نہ ہونے پائے بالآخر وہاں قبرستان بھی بنایا جا سکتا ہے۔ یہ بھی مسلمانوں کے عام فائدہ کی چیز ہے۔ صحیح مسلم ونیل الاوطار میں ہے:

((عن عائشة انها قالت سمعت رسول اللهﷺ يقول لولا ان قومك حديث عهد بجاهلية اوقاص بكفر لانفقت كنز الكعبة فى سبيل الله و لجعلت بابها بالارض ولا دخلت فيها من الحجر)) (صحیح مسلم باب لنقض الكعبة ج ١ ص ٤٢٩ ونيل الاوطار ج ٦ ص ٣١)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم نئی نئی جاہلیت کو نہ چھوڑے ہوتی یا کفر کو تو میں کعبہ کا خزانہ اللہ کی راہ میں صرف کر دیتا (یعنی جہاد میں) اور اس کا دروازہ زمین کی سطح کے برابر بنا دیتا اور حطیم کو کعبہ میں شامل کر دیتا۔

بیت اللہ کے خزانے سے وہ مال مراد ہے جو لوگ بیت اللہ کی خاطر نذر کرتے تھے۔ جیسے مسجد میں لوگ دیتے ہیں۔ یہ خزانہ بیت اللہ میں یوں ہی مدفون پڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ یہ بیت اللہ کی ضرورت سے فاضل ہے تو اس کو فی سبیل اللہ خرچ کر دینا مناسب سمجھا لیکن اہل مکہ چونکہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اندیشہ تھا کہ کہیں وہ بدظن نہ ہو جائیں۔ اس لیے اسے جوں کا توں چھوڑ دیا۔ آپ کے اس ارادہ سے ثابت ہوا کہ جب کوئی وقف ضائع ہوتا نظر آئے تو اس کی کوئی ایسی صورت بنا لینی چاہیے جس سے وہ ضائع نہ ہو پائے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ تصریح فرماتے ہیں:

والمسجد إذا تخرب ما حوله، فینقل إلی مکان آخر، أو یباع ویشتری بثمنه ما یقوم مقامه (فقه السنة ج ۳ ص ۳۸۶)

''جب مسجد کے اردگرد ویرانہ ہو جائے تو اسے دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے گا یا وہ بیچ دیا جائے گی اور اس کی قیمت سے اس کے قائم مقام کچھ اور خرید لیا جائے گا۔''

مزید لکھتے ہیں:

واحتج أحمد بأن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنه، نقل مسجد الکوفة القدیم إلی مکان آخر، وصار الاول سوقا للتمارین (1)، فهذا إبدال لعرصة المسجد وأما إبدال بنائه ببناء آخر، فإن عمر وعثمان رضی اللہ عنه بنیا مسجد النبی ﷺ علی بناء الاول۔

''احمد نے استدلال کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قدیم مسجد کوفہ دوسری جگہ منتقل کی اور پہلی جگہ کھجور منڈی بن گئی یہ (مثال) مسجد کی زمین بدلنے کی ہے اور مسجد کی عمارت بدلنے کی مثال یہ ہے کہ عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما نے مسجد نبوی کی عمارت تبدیل کی قدیم بنیادوں پر۔''

ولو خرب المسجد وما حوله وتفرق الناس لا یعود الی الملک والواقف عند ابی حنفیه وابی یوسف فیباع باذن القاض ویصرف ثمنه الی بعض المسجد۔ (رد المختار ج ۳ ص ۳۸۳)

''اگر مسجد اور اردگرد ویران ہو جائے اور لوگ منتشر ہو جائیں تو ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک وقف کرنے والے کی ملکیت نہیں بن جائے گی بلکہ قاضی کی اجازت سے بیچ دی جائے گی اور دیگر مساجد پر اس کی قیمت خرچ کر دی جائے گی۔''

خلاصہ بحث یہ کہ مذکورہ بالا حدیث اور فقہی فتاویٰ کی روشنی میں مسئولہ وقف شدہ پلاٹ فروخت کر کے اس کی قیمت سے دوسری ضرورت والی جگہ میں مسجد تعمیر کر لینی بلاشبہ شرعاً جائز ہے یا پھر اس کی قیمت کو کسی دوسری ضرورت مند مسجد پر صرف کر سکتے ہیں اور وقف خواہ ذہنی ہو یا قانونی ہو دونوں قسم کا وقف، شرعاً وقف ہی ہے کیونکہ اصل نیت ہے اور مقصود رضا الٰہی ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص315

محدث فتویٰ